طالب الہاشمی

# حضرت ابو برزہ اسلمیؓ

(۱)

پہلی صدی ہجری کے چھٹے عشرے کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ بصرے کے گورنر عبید اللہ بن زیاد کو حوضِ کوثر کے وجود کے بارے میں شک پیدا ہوا۔ اس نے لوگوں سے پوچھا، کیا کوئی شخص حوضِ کوثر کے بارے میں میرا اشکال دُور کرسکتا ہے؟ انہوں نے بصرہ میں مقیم ایک ضعیف العمر صاحبؓ رسولؐ کا پتہ بتایا۔ ابن زیاد نے انہیں بلا بھیجا۔ وہ تشریف لائے تو انہیں دیکھ کر اس نے ازارہِ استہزا کہا:

''یہ ہیں تمہارے.........محمدیؐ!''

ان صاحبِؓ رسولؐ نے ابنِ زیاد کی بات سنی تو انہیں بڑا دُکھ ہوا اور انہوں نے بڑے پُرجلال لہجے میں فرمایا:

> ''میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں کبھی ان لوگوں کو بھی دیکھوں گا جو مجھے رسول اللہ ﷺ کے شرفِ صحبت پر عار دلائیں گے۔''

پھر وہ آگے بڑھ کر ابنِ زیاد کی مسند پر اس کے برابر بیٹھ گئے۔ اب ابنِ زیاد نے بات بدل کر کہا، ''محمد ﷺ کی صحبت تو آپ کے لیے زینت ہے باعثِ عیب نہیں۔'' پھر اس نے حوضِ کوثر کے بارے میں ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے حوضِ کوثر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ انہوں نے فرمایا، ''ہاں ہاں ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، تین دفعہ نہیں

چار دفعہ نہیں...... (بلکہ بارہا) کہ جو شخص حوضِ کوثر کا انکار کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو نہ اس کے قریب پھٹکنے دے گا اور نہ اس کے پانی سے اس کو سیراب کرے گا۔" یہ فرما کر غصے کی حالت میں فوراً وہاں سے چل دیے۔

یہ صاحبؓ رسولؐ جو سید المرسلین ﷺ کے شرفِ صحبت کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے تھے اور حق بات کہنے میں حاکمِ وقت تک کی پروا نہیں کرتے تھے، سیدنا حضرت ابو برزہ اسلمیؓ تھے۔

(۲)

سیدنا حضرت ابو برزہؓ کا نام نضلہ تھا اور ان کا تعلق قبیلہ اسلم بن افصیٰ سے تھا۔ سلسلۂ نسب یہ ہے:

نضلہؓ بن عبداللہ بن حارث بن حبال بن ربیعہ بن دعیل بن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ۔

بنو اسلم مرّ ظہران اور اس کے قرب وجوار میں آباد تھے۔ حضرت ابو برزہؓ کی ابتدائی زندگی کے حالات کا پتہ نہیں چلتا اور نہ مکے میں ان کی آمد کے زمانہ کا تعین کیا جا سکتا ہے تاہم علامہ ابنِ سعدؒ نے واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ بعثتِ نبوی کے ابتدائی زمانے میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور ہجرت نبوی کے بعد غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو وہ تقریباً تمام غزوات میں سرورِ عالم ﷺ کے ہم رکاب رہے۔

فتح مکہ (۸ ہجری) کے موقع پر سرورِ عالم ﷺ نے جن چند اشخاص کو واجب القتل قرار دیا ان میں ایک عبداللہ بن خطل بھی تھا۔ یہ شخص سخت بد باطن تھا۔ دینِ حق اور ہادیِ برحق ﷺ سے اس کی دشمنی کا یہ عالم تھا کہ اس نے اپنی دو کنیزوں کو حضور ﷺ اور آپؐ کے صحابۂ کرامؓ کی ہجو کے اشعار حفظ کرا رکھے تھے اور وہ انہیں سر تال کے ساتھ گایا کرتی تھیں۔ مسندِ ابوداؤد میں ہے کہ حضور ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن خطل خانۂ کعبہ کا غلاف پکڑ کر لٹک گیا تاکہ اس کو امان مل جائے، لیکن اس کے جرائم اتنے بھیانک تھے کہ حضورؐ کے نزدیک وہ کسی صورت میں امان کا مستحق نہیں تھا۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت ابو برزہؓ کو حکم دیا کہ اس کو کیفرِ کردار تک پہنچا دو۔ انہوں نے فوراً آگے بڑھ کر اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت ابو برزہؓ نے پورا عہدِ رسالت مدینہ منورہ میں گزارا۔ عہدِ صدیقی میں بھی یہیں قیام رہا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں بصرہ آباد ہوا تو انہوں نے بصرہ کی سکونت اختیار کر لی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور امیر معاویہؓ کے درمیان اختلافات کا آغاز ہوا تو انہوں نے حضرت علیؓ کی پُر جوش حمایت کی اور جنگِ صفین میں شامی فوجوں کے خلاف بڑی ثابت قدمی سے لڑے۔ اس کے بعد جنگ نہروان میں خارجیوں کے خلاف دادِ شجاعت دی۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے ''اِصابہ'' میں لکھا ہے کہ حضرت ابو برزہؓ نے خراسان کی فتوحات میں مجاہدانہ حصہ لیا، لیکن انہوں نے یہ تصریح نہیں کی کہ وہ کس زمانے میں اور خراسان کی کون سی مہم میں شریک ہوئے۔ قیاس یہ ہے کہ وہ خراسان کی اُن مہموں میں شریک ہوئے جو امیر معاویہؓ کے عہد میں بھیجی گئیں۔

حضرت ابو برزہؓ نے ۶۵ ہجری میں وفات پائی۔ اپنے پیچھے ایک لڑکا مغیرہ اپنی یادگار چھوڑا۔

حضرت ابو برزہؓ کو فیضانِ نبوت سے بہرہ یاب ہونے کا کافی موقع ملا اس لیے وہ علم و فضل کے اعتبار سے بڑا اونچا مقام رکھتے تھے۔ ان سے چھیالیس احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے ۲۷ متفق علیہ ہیں، ۲ میں بخاری اور ۴ میں مسلم منفرد ہیں۔

ان کے کثیر التعداد شاگردوں میں ابوعثمان نہدیؒ، ابومنہال ریاحیؒ، ارزق بن قیسؒ ابوطالوتؒ، مغیرہؒ، ابوالعالیہ ریاحیؒ، کنانہ بن نعیمؒ، رابسیؒ اور ابوالسوار عدویؒ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت ابو برزہؓ نہایت پاکیزہ اخلاق و کردار کے حامل تھے۔ سبقت فی الاسلام، شوقِ علم، شوق جہاد، حُبِ رسولؐ، جود وسخا اور سادگی ان کی کتابِ سیرت کے خاص ابواب ہیں۔ ابنِ سعدؒ کا بیان ہے کہ ان کا معمول تھا کہ صبح وشام غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔ حسن بن حکیمؒ اپنی والدہ کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو برزہؓ ثرید (عربوں کا ایک مرغوب کھانا) کا ایک بڑا طشت بھر کر ہر صبح شام بیواؤں یتیموں اور مسکینوں کو کھلاتے تھے۔

حضرت ابو برزہؓ کو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دے رکھا تھا، لیکن وہ زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ زندگی بھر کبھی پُر تکلف لباس نہ پہنا، صرف دو گیروے کپڑے پہنتے تھے۔ گھوڑے

کی سواری سے بھی اجتناب تھا۔ ان کے ایک ہم عصر صحابی حضرت عائذؓ بن عمر عمدہ کپڑے بھی پہنتے تھے اور گھوڑے پر بھی سوار ہوتے تھے۔ کسی شخص نے ان دونوں بزرگوں کے درمیان پھوٹ ڈلوانے کے خیال سے حضرت عائذؓ سے کہا کہ ابو برزہؓ نے تو آپ کی مخالفت پر کمر باندھ رکھی ہے۔ آپ خز (ایک قیمتی کپڑا) استعمال کرتے ہیں اور گھوڑے پر بھی سوار ہوتے ہیں لیکن ابو برزہؓ ان دونوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ حضرت عائذؓ نے فرمایا، ''اللہ تعالیٰ ابو برزہؓ پر اپنی رحمت نازل کرے آج ہم میں کون ان کی ہمسری کر سکتا ہے؟'' وہ شخص حضرت عائذؓ کے جواب سے مایوس ہو کر حضرت ابو برزہؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا، دیکھیے عائذ کس ٹھاٹھ سے زندگی گزارتے ہیں، خز کا لباس پہنتے ہیں اور گھوڑے پر سواری کرتے ہیں۔ حضرت ابو برزہؓ نے جواب دیا ''اللہ تعالیٰ عائذ پر رحم کرے، ہم میں ان کے مرتبہ کا کون ہے؟''

حضرت ابو برزہؓ نے جنگ صفین میں بلاشبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ساتھ دیا لیکن طبعاً وہ مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں میں حصہ لینا پسند نہیں کرتے تھے چنانچہ بعد میں انہوں نے مسلمانوں کی کسی باہمی آویزش میں کبھی حصہ نہیں لیا۔ مروان اور ابنِ زبیرؓ کے درمیان جو معرکہ آرائیاں ہوئیں، وہ ان سے بالکل کنارہ کش رہے اور اس چپقلش پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ